عظیم مردِ مجاہد: نواب سراج الدولہ

سیّدہ مہک فاطمہ رضوی
632/9،اسٹریٹ نمبر9،ذاکر نگر،اوکھلا،نئی دہلی-110025

تاریخ ہند کے صفحات ایسے سیکڑوں نوابوں کی طرز ہائے زندگی سے پُر ہیں جن کی شان وشوکت، دریادلی، بہادری اور ذہانت سے ایک دنیا خوب اچھی طرح واقف ہے، مگر انگریز دشمنی میں پہلے شیر بنگال سراج الدولہ اور پھر بعد میں شیر میسور ٹیپو سلطان کو جو شہرت حاصل ہوئی وہ پھر کسی اور کو حاصل نہ ہوسکی۔ یہ دونوں مذکورہ عظیم مجاہد بہت بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اولُو العزم اور انتہائی دور اندیش بھی تھے۔

نواب سراج الدولہ نے ۱۰/ اپریل ۱۷۵۶ء کو بنگال کی زمامِ حکومت سنبھالی۔

نواب سراج الدولہ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا گرچہ وہ نوعمر تھا اور صرف ۲۳ سال کی عمر میں بنگال کا حکمراں بن گیا تھا، مگر اس کی بلند ہمتی نے بڑے بڑے تجربہ کار سپہ سالاروں، فوجی جرنل اور انگریزوں کے دانت کھٹے کر دیے تھے۔ بہت سے ساہوکاروں اور سازشی اُمراء کا پیسہ اور انگریزوں کی چالیں بھی اِسے خرید نہ سکیں۔

اسلام سے محبت، وطن عزیز سے مجاہدانہ عشق، ملّت اسلامیہ سے مجنونانہ لگاؤ اور قابض فرنگیوں سے شدید دشمنی اِس کی ایسی خصوصیات تھیں جن سے اُس کی شخصیت کو تاریخ بنگال و تاریخ ہند میں نہایت منفرد اور نمایاں مقام حاصل ہوا۔

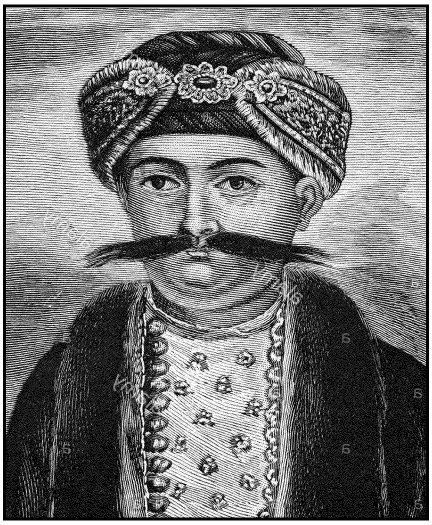

معتبر تاریخی روایات کے مطابق سراج الدولہ کی پیدائش ۱۷۳۳ء مرشد آباد میں ہوئی۔ اِن کے والد زین الدین احمد خاں شجاع الدولہ حاکم بنگال کی وفات ۱۷۳۹ء میں ہوئی تھی۔ اِس سے قبل ایک نامور جرنل اور شجاع الدولہ کا معتمد علی وردی خان کو عظیم آباد کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔ اِسی علی وردی خاں نے سراج الدولہ کی وِلادت پر خوب خوشیاں منائیں اور اِس کو گود لے لیا کیونکہ اس کے کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی۔ علی وردی خان نے گود لے کر سراج الدولہ کا نام اپنے والد کے نام پر مرزا محمد رکھا اور اس کی پرورش اپنے ذمّہ لے لی، تعلیم وتربیت کا بہترین انتظام کیا۔ اعلیٰ اقدار کے حاصل حقیقی صاحب علم اساتذہ مقرر کیے اور وہ تھوڑے

ہی عرصہ میں علوم مروجہ سے فراغت پا کر عملی دنیا میں بڑی ہی شان اور کر وفر سے داخل ہوا۔ فنِ سپہ گری کے نکات خود علی وردی خان نے اُسے سکھلائے، تدبرّ اور تنظیم کے جملہ اُمور اُسے ذہن نشین کرائے اور ہر معرکے میں اُسے اپنے ساتھ رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد علی وردی خاں نے ملک کی عنان اُس کے سپرد کردی اور خود اُس کے حسن انتظام کا مشاہدہ کرنے لگا اور جب یہ سمجھ لیا کہ یہ نوعمر شہزادہ حکومت کی باگ ڈور خوب اچھی طرح سنبھال سکتا ہے تو اُسے اپنا جانشین بنا کر سند عطا کردی۔

علی وردی خاں کی شاندار حکومت کے آخری چار برس میں سراج الدولہ ملک کا عملی حکمراں تھا۔ اُس کا اندازِ حکومت بالکل اپنے پیش روشجاع الدولہ اور خود علی وردی خاں کی طرز پر تھا اور اپنے لگائے ہوئے پودے کو خوب سرسبز ہوتا دیکھ کر علی وردی خاں نے اُس کے لیے عالم شہزادگی میں دربار دہلی (مغلز) سے سراج الدولہ کا گرانقدر خطاب حاصل کرلیا اور پھر یہ مرزا محمد سراج الدولہ کے نام سے مشہور ہوا اور تاریخ ہند کے صفحات میں اِسی نام سے اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ علی وردی خاں نے اِس کا عقد ایرج کی دُختر لطف النسا سے کردیا جو ذہانت اور حسن میں طاق تھی۔

نواب سراج الدولہ میں وطنِ عزیز ہندوستان سے محبت ٹوٹ ٹوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ قابض فرنگیوں کا شدید مخالف اور کھلا دشمن تھا۔ وہ اُن کی (انگریزوں کی) چالوں اور منصوبوں کو خوب اچھی طرح سے سمجھ چکا تھا۔ ہندوستان کے دوسرے حصّوں میں انگریزوں کے بڑھتے قدم اور یہاں کے مختلف راجاؤں، نوابوں اور درباری اُمرا سے اُن کی مسلسل بڑھتی دوستی، عنایتیں اور پینگیں اُس کے لیے سخت تشویش کا باعث تھیں اور وہ لگاتار اپنی طاقت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے اور اُن کے بڑھتے اثر و رسوخ کا سدّ باب کرنے میں پوری طرح منہمک تھا۔ اندرونی اختلافات کو ختم کیے بنا انگریزوں کو شکست دینا ہرگز بھی ممکن نہ تھا۔ اس کے لیے اِس نے سب سے پہلے اپنے سب ہی اُمراء اور نامور فوجی سپہ سالاروں کو اعتماد میں لینا اور اُن کی بجا شکایات کو دور کرنا ہی بہتر سمجھا جو لگاتار انگریزوں کے زیر اثر آنے لگے تھے۔

نواب نے ۱۴؍مئی ۱۷۵۷ء کو انگریزوں کے خلاف قاسم آباد پر حملہ کردیا۔ فرنگیوں کو اپنی ۸۴ توپوں اور ہر طرح سے مسلح آٹھ ہزار سپاہیوں پر بہت ناز تھا۔ نواب کی فوجوں نے قاسم آباد کی طرف اپنی پیش قدمی جاری رکھی اور انگریزوں پر ایک بڑا حملہ کردیا۔ فرنگی زیادہ دیر تک مقابلہ نہ کرسکے اور جلد ہی پسپا ہوگئے، انگریزوں کو زبردست شکست ہوئی۔ ولیم واٹسن اور اُس کے بہت سے اہم ساتھی قید کرلیے گئے۔

۵؍جون ۱۷۵۷ء کو نواب کی بہادر فوجوں نے کلکتہ کے قلعہ کے سامنے پڑاؤ ڈال دیا، اسی قلعہ میں تمام سازشیں پروان چڑھی تھیں، اسی قلعہ میں مکّار فرنگی راجر ڈریک اور ہالویل براجمان تھے، اس قلعہ میں جنگی ساز و سامان بھی وافر مقدار میں جمع کرلیا گیا تھا۔ سراج الدّولہ

کی فوجوں نے قلعہ پر یلغار کردی۔ شدید گولہ باری کرتے ہوئے انگریز فوجوں کو پیچھے دھکیل دیا۔ زبردست لڑائی کے بعد سراج الدولہ کی جاں نثار فوج نے کلکتہ کے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ گورنر راجر ڈریک جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوگیا۔ فرنگیوں کے صرف ۸ جہاز ہی بچ کر نکل سکے، مگر ہالویل اور کشن داس قید کرلیے گئے۔

اِدھر نمک حرام میر جعفر اور اُس کا بیٹا میرن مسلسل نواب سراج الدولہ کے اقتدار کو کمزور کرنے کے لیے ہر طرح کی سازشوں میں لگے تھے، رشتوں اور لالچ دے کر اُمراء کو بلند وعدوں کے ساتھ خریدا جارہا تھا۔ درباریوں کے بدلتے رویّہ سے نواب بھی ٹھٹھک گیا اور شک وشبہ میں مبتلا ہوکر میر جعفر کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ انگریز فوجی کمانڈر کلایو نے نواب کے ایک ہندو معتمد اُمی چند کو تیس لاکھ روپے دینے کے وعدہ پر سراج الدّولہ کے دربار کے فرنگی سفر کو قید خانہ میں پڑے میر جعفر سے ملوانے کے لیے راضی کرلیا۔ یہ فرنگی سفیر اور میر جعفر کے خود کے بیٹے میرن کلایو کی سازش کے مطابق مستورات (خواتین) کا روپ ڈھارے پالکی میں بٹھا کر بغیر کسی Cheking کے میر جعفر سے ملنے قید خانہ میں پہنچا دیے گئے۔ فرنگی سفیر نے کمپنی کی ایما پر سراج الدّولہ کی جگہ میر جعفر کو ۹۵ لاکھ جنگ کے تاوان کے طور پر وصول کیے جانے پر بھی نواب تسلیم کرلینے کا یقین دلاکر سادے کاغذ پر دستخط کرالیے۔ اس طرح نواب کے غدار سپہ سالار نے اپنے محسن نواب کو دھوکہ دیے کر ساری قوم اور پورے ملک کو انگریزوں کے ہاتھ فروخت کردیا۔

اِدھر انگریزوں سے بڑھتے خطرے کے پیش نظر نواب میر جعفر سے دوٹوک بات کرنے کی غرض سے خود بھی قید خانہ پہنچ گیا اور میر جعفر سے تمام اُمور پر تفصیل سے گفتگو کی۔ میر جعفر نے کلام اللہ کو ہاتھ میں لے کر اسے اپنی مکمل وفاداری کا یقین دلایا۔ واپس آکر نواب نے دربار طلب کیا اور باہمی مشوروں کے ساتھ میر جعفر کی کمان میں ۱۵ ہزار سپاہیوں کا لشکر پلاسی کے میدان پر انگریزوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کردیا۔ مکّار، غدّار سازشی میر جعفر اپنی پلاسی کے میدان کی طرف پیش قدمی کی اطلاع آناً فاناً کلایو (فرنگی سپہ سالار) کو پہنچا دی۔ ۲۳/جون ۱۷۵۷ء کو سراج الدولہ بھی مع اپنے لاؤلشکر کے پلاسی کے میدان میں خیمہ زن ہوگیا۔ اس کے ساتھ ۱۸ ہزار سوار، پچاس توپیں اور کچھ فرانسیسی سپاہی بھی ساتھ آئے تھے۔ اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر کلایو بھی خوفزدہ ہوگیا۔ اُس کے پاس نواب کے مقابلہ فوج خاصی کم تھی اُسے اپنی ہلاکت صاف دکھائی دینے لگی۔ میر جعفر اور اُمی چند کے تعاون کے بنا یہ صورتحال کلایو کے لیے بڑی پریشانی کا سبب تھی۔ اُمّی چند کو اپنے تیس لاکھ (حسب وعدہ عین وقت پر نواب سے منحرف ہونے پر) کی فکر کھائے جارہی تھی۔ اب نواب کی فوجوں نے آگے بڑھ کر گولہ باری شروع کردی۔ کلایو کی مختصر سی فوج اس حملہ کے بعد منتشر ہونے لگی۔ الغرض نواب کا قابل اعتماد سالار میر مدن جو انگریزوں کی طرف کافی آگے بڑھ گیا تھا

ایک گولی کا شکار ہوگیا۔ اِدھر ہلکی بارش بھی شروع ہوچکی تھی۔ میر مدن کے شہید ہونے سے اور پھر بارش کے سبب توپ خانہ کے گولہ بارود بھی بیکار ہونے لگے۔ اب کمینے میر جعفر کے اشارے پر رشوت خور لالچی سردار بھی میدان جنگ سے ہٹ گئے۔ میر جعفر کی کمان کے سپاہی اپنے غدّار آقا کے کہنے پر پہلے بھی خاموشی سے الگ ہوچکے تھے۔ اب فرنگی فوجوں نے نواب کے سپاہیوں کو آگے بڑھ بڑھ کر ہلاک کرنا شروع کردیا۔ سراج الدّولہ کے لیے صورتحال بہت نازک ہوچکی تھی، مگر وفادار فرانسیسی فوج کی ٹکڑی اور موہن چند اپنے سپاہیوں کی رجمنٹ کے ساتھ مصروف جنگ تھے۔ سراج الدولہ خود لڑتے لڑتے دشمنوں سے لوہا لیتے بہت دور نکل گیا تھا۔ اُس نے ساتھ رہ جانے والے چند مشیروں کے کہنے پر جنگ کے میدان سے خیمے کا رُخ کیا۔ معلوم ہوا فرنگی اِس پر قابض ہوچکے ہیں۔ آخر کوئی صورت نہ دیکھ کر وہ ایک اونٹنی پر سوار چند بہادر جاں نثاروں کے ساتھ مرشد آباد روانہ ہوگیا۔

مرشد آباد پہنچ کر اُس نے اپنی اہلیہ لطف النساء کو اور اپنی لڑکی کو ساتھ لیا اور وہ سب بھیس بدل کر رات کی تاریکی میں دربار کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں ایک وفادار خواجہ سرا نے اُن کے لیے کشتی کا انتظام کررکھا تھا۔ چند دن بعد یہ چھوٹا سا قافلہ راج محل جا پہنچا۔ وہاں یہ ایک باغ میں جا ٹھہرے، ایک راہ گیر نے انھیں پہچان کر راج محل کے نئے حاکم غدار میر جعفر کے چھوٹے بھائی کو خبر کردی جس نے اِن سب کو گرفتار کرلیا۔ میر جعفر کے داماد میر قاسم نے اِن کے سارے زیورات چھین لیے اور اِن معصوم مظلوموں کو پابہ زنجیر واپس مرشد آباد پہنچا دیا۔

۲؍ جولائی ۱۷۵۷ء کو نواب سراج الدّولہ کی میر جعفر کے دربار میں پیشی ہوئی۔ نواب نے حاضر درباریوں کے سامنے پوری صورتحال بیان کردی اور میر جعفر کو مکّار غدّار اور سازشی ثابت کردیا۔ میر جعفر تلملا گیا، اُس کو بغاوت کا اندیشہ نظر آنے لگا، اِس سے پہلے کہ درباری نواب کی تقریر کا کچھ اثر لے کر کارروائی کرتے میر جعفر کے اشارے پر میرن نے نواب کے قتل کا حکم صادر کردیا، نواب کو کشاں کشاں ایک قید خانہ میں لایا گیا جہاں وہ سجدے میں جھک گیا۔ میری مہدی بیگ بیگ کی تلوار نے اُس کو شہید کا درجہ دلا کر امر کردیا۔ نواب کی قبر علی وردی کے قبرستان خوش باغ میں بنائی گئی۔ اُس کے وفادار راجا موہن لال کو بھی گرفتار کرلیا گیا تھا۔ میر جعفر کی اطاعت سے انکاری ہونے کی پاداش میں ایک اور غدّار رولبھ رام نے اُس کو بھی قتل کردیا۔

بعد ازاں نواب سراج الدّولہ کے تینوں قاتل میر جعفر جُذام کے مرض میں مبتلا ہوکر مرگیا، اِس کے بیٹے میرن کو تیز بارش کی بجلی کی کڑک نے جلا کر بھسم کردیا اور میر مہدی بیگ جس کی تلوار کی ضرب سے نواب شہید کردیے گئے تھے کو ظالم میرن کے حکم پر (پہلے ہی) وزنی بھاری تختوں میں دبا کر ہلاک کردیا گیا تھا۔ اس لیے سراج الدولہ کا نام تاریخ آزادی میں احترام سے لیا جاتا ہے۔

○○